حضرت علامہ شمس الحق افغانی

# اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام

# پر

# ایک اصولی سیاسی منظر

اشتراکیت اور سرمایہ داری ایسے دو نظام ہیں جو مادی تہذیب کے فرزند ناخلف ہیں۔ تاریخی تسلسل کے لحاظ سے چونکہ سرمایہ داری پہلے وجود میں آئی اور اشتراکیت اس کے بعد، لہذا سرمایہ داری مادر تہذیب مادی کا بڑا بیٹا ہے، اور اشتراکیت چھوٹا، ناخلف ہم نے اس لئے کہا کہ یہ دونوں ایک ماں سے پیدا ہونے کے باوجود آپس میں برادرانہ سلوک نہیں رکھتے بلکہ آپس میں برسرپیکار ہیں، اور ان کی باہمی جنگ کا سلسلہ اس طرح جاری ہے جس کے ختم ہونے کی امید نہیں اور یہ دونوں فرزند اپنی مادر مشفقہ یعنی مادی تہذیب کے حق میں بھی ناخلف ہیں کہ مادی تہذیب جو کچھ مادی راحت و آسائش کا سامان مہیا کرتی ہے اور طویل محنت و مسلسل جدوجہد سے جو کچھ تعمیر کرتی ہے، یہ دونوں فرزند یا ان کی اولاد اور پیروکار عالمگیر جنگ برپا کر کے اس کو بھسم کر دیتے ہیں، اور ماں بیٹوں میں تعمیر و تخریب کی جنگ جاری ہے۔ لیکن تاہنوز ماں اور بیٹوں کی اس جنگ میں قطعی فیصلہ نہ ہو سکا۔ تاہنوز نہ بیٹے پوری طرح تباہ ہوئے اور نہ ماں کا خاتمہ ہوا۔ شاید مستقبل قریب میں مادر تہذیب مادی کی اولاد نے جس فیصلہ کن جنگ کے لئے تیاری کی ہے اور ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور میزائیل نظام سے لیس ہو گئی ہے۔ اس سے آخری فیصلہ ہو گا اور ہمارا اندازہ یہ ہے کہ اس آخری جنگ میں نہ کوئی فاتح ہو گا، نہ مفتوح بلکہ فریقین جنگ دونوں فنا ہو جائیں گے۔ اور مادر تہذیب اپنی ناخلف اولاد سمیت فنا ہو کر رہے گی — یہ

پیشین گوئی اگرچہ قبل از وقت ہے۔ لیکن وقت بتا دے گا، کہ جو کچھ ہم نے کہا تھا، وہی صحیح نکلا۔ اقبال مرحوم کا بھی یہی اندازہ ہے۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

اب تہذیب جدید کی حالت نزع اور جان کنی کا وقت ہے۔ لیکن اس قریب الموت تہذیب پر عاشقوں کا اس قدر ہجوم ہے کہ عالم اسلام کا جدید عنصر اس بستر مرگ پر پڑی ہوئی تہذیب کے اپنانے کے لئے سخت بے چین ہے۔ اور اس کے لئے اپنے تمام تاریخی ورثہ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ میرا روئے سخن تہذیب جدید کے اپنانے کی طرف ہے نہ کہ ہنر جدید کے اپنانے کی طرف کہ وہ خود مسلمانوں کی بقاء کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اور اسلامی تعلیم کے زاویۂ نگاہ سے "سامانِ جہاد" میں شامل ہے۔ جو فرض ہے، لیکن تہذیب جدید اور ہنر جدید کا فرق ایسا ہے جس کو ہمارا عنصر جدید نہیں سمجھتا اور اسکی وجہ سے تقریباً تمام عالم اسلام میں قدیم و جدید کی جنگ جاری ہے۔ اور اسی نامعقول جنگ کا نتیجہ ہے کہ کوئی اسلامی حکومت مضبوط اور پائیدار نہیں۔ کاش! کہ اربابِ کالج اور اربابِ مدارس ان دو مختصر لفظوں کا مطلب کسی وقت بھی سمجھ جائیں اور دونوں قوتیں ان دونوں مقاصد کے لئے متفق ہو کر کام کریں۔

۱۔ ایک طرف تہذیب جدید کی ایک ایک برائی کے خلاف قدیم و جدید علوم کے ماہر متفقہ اقدام کریں۔

۲۔ دوسری طرف دونوں مل کر ہنر جدید کی تحصیل کے لئے جد وجہد کریں۔

تاکہ مسلمانوں کی بدقسمتی کا خاتمہ ہو اور جذباتی و حیوانی زندگی سے الگ ہو کر، باہمی جنگ و جدال ختم کر کے دین و عقل کی روشنی میں ہر دو دائرہ کار میں متفقہ اقدام کریں۔ پہلا دائرہ مغربی تہذیب کے خلاف جنگ کا اور دوسرا دائرہ مغربی ہنر کی تحصیل کے لئے جد وجہد کا۔ اگر فریقین ایک دوسرے کی بات سمجھنے کی کوشش کریں تو فکری انتشار اور تضادِ عمل کا فوراً خاتمہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اربابِ اقتدار بھی اسلام کے تہذیبی ورثہ کے تحفظ پر زور دیتے ہیں۔ حال ہی میں مشرقی پاکستان کے گورنر نے مغربی تہذیب کی مضرت رسانی کا ذکر کرتے ہوئے اسلامی تہذیب و تمدن کے تحفظ پر زور دیا۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ اس انتشار کی بڑی ذمہ داری اُن چند افراد پر ہے، جو فتنہ استشراق کے شکار ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں فکری و عملی وحدت پیدا نہ ہو۔ اور کسی وقت بھی وہ طاقت ور نہ بن

سکیں تاکہ سامراجیوں کا وہ فکری مقصد حاصل ہو جس کے لئے وہ کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ مذکورہ مشورے پر عمل کرنے سے زبان وقلم کی جنگ ختم ہوجائے گی اور ایک ایسا مثالی مضبوط اسلامی معاشرہ وجود میں آجائے گا جو مادی اسباب ترقی اور روحانی قوت دونوں کا جامع ہوگا۔

**مغربی تہذیب کا اسلامی ممالک میں فاتحانہ داخلہ** | یہ ایک بڑا اہم سوال ہے کہ مغربی تہذیب کو اسلامی ممالک میں فاتحانہ کامیابی کیونکر حاصل ہوئی جس سے اسلام جیسے دین فطرت کا چودہ سو سالہ ورثہ درہم برہم ہوگیا۔ اس کے لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اسلامی ثقافت اور تہذیب کو اپنی پوری تاریخ میں صرف تین معرکے پیش آئے جو بنیادی ہیں۔

**اسلام کی ایرانی اور رومی تہذیب سے ٹکر** | پہلا معرکہ اسلام کی پہلی صدی ہجری میں دنیا کی دو عظیم الشان تہذیبوں، ایرانی اور رومی سے ٹکر لینے کا معرکہ تھا۔ جس میں اسلامی تہذیب مشرق و مغرب کی دو عظیم قوتوں اور تہذیبوں سے نبرد آزما ہوئی۔ یعنی ایرانی تہذیب اور رومی تہذیب سے جہاں تک مادی اسباب کا تعلق ہے، مذکورہ ہر دو قومیں ہر قسم کے سامان سے لیس تھیں۔ لیکن ان کے افکار و نظریات اور تہذیبی زندگی میں جان نہ تھی۔ اسلام نے اپنے فرزندوں کو افکار، عقائد و اعمال کا وہ استحکام بخشا تھا۔ جس کا جواب ان کی حریف قوتوں کے پاس نہ تھا۔ ثقافت دراصل عقائد و افکار اور سیرت و کردار کی پختگی کا نام ہے جس سے پیدا شدہ جوش عمل اور اولوالعزمی کے آگے کوئی قوم نہیں ٹھہر سکتی، نہ گانے بجانے۔ رقص و سرود اور عیاشانہ زندگی کا کہ جس سے اس مذکورہ بلند اوصاف انسانیت کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اور زنانہ پن اور مشقت گریز جذبہ ابھرتا ہے۔ اس ٹکر کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی تہذیب نے ان دونوں تہذیبوں کو شکست دی اور ان کے مقبوضہ علاقوں کو فتح کر کے اسلامی تہذیب و ثقافت کے رنگ میں ان کو ایسا رنگ دیا کہ آج تک کسی نہ کسی صورت میں وہی اسلامی رنگ باقی ہے۔

**اسلامی تہذیب کی تاتاری تہذیب سے ٹکر** | دوسرا معرکہ ہلاکو اور چنگیز کا حملہ تھا جس نے اسلامی ثقافت سے ٹکر لی۔ یہ دوسرا معرکہ ایسا تھا کہ اس وقت کے مسلمانوں میں اسلامی ثقافت کے عمیق اور گہرے اثرات باقی نہیں رہے تھے۔ ایک حد تک علوم تھے لیکن ایمانی قوت کمزور ہو چکی تھی۔ اسلامی اعمال فسق و فجور اور عیاشی و راحت پسندی کی وجہ سے برائے نام رہ گئے تھے۔ البتہ صرف اسلامی افکار و علوم ان میں باقی رہ گئے تھے، جن پر ان کا یقین باقی تھا۔ اور بالمقابل ایسی قوم تھی جو تعلیم یافتہ نہ تھی اور علوم و فنون سے خالی تھی۔ کوئی فکری تہذیب نہ رکھتی تھی۔ لیکن جوش عمل

اور اپنے نصب العین پر اس کو پختہ یقین تھا جو اس وقت کے مسلمانوں میں کمزور ہو چکا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ وحشی اور غیر تعلیم یافتہ قوم مسلمانوں کی تعلیم یافتہ قوم پر غالب آگئی۔ اور اس نے اسلامی حکومتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ لیکن ایک مضبوط ثقافت کے لئے جن پختہ عقائد و افکار اور ان سے متعلقہ علوم کی ضرورت تھی وہ تاتاریوں میں نہ تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسلامی تہذیب اور مسلمان قوم اگرچہ بظاہر مفتوح ہوئے لیکن بالآخر فاتح ہوئے۔ تاتاریوں کو جب ان فتوحات کی وجہ سے اسلامی تہذیب اور ثقافت سے روشناس ہوئی، تو اسلامی تہذیب کے اثر سے ان کے دل دماغ میں تبدیلی رونما ہونی شروع ہوئی اور کعبہ کو دشمنوں میں سے پاسباں مل گئے۔ تیمور اور اسکی اولاد اور عثمانی ترک اسی قوم کے مختلف خاندان ہیں۔ جنہوں نے دور دراز علاقوں میں اسلام کو پھیلایا اور اسلامی عظمت قائم کی۔

**مغربی تہذیب کی اسلامی تہذیب سے ٹکر** | تیسرا معرکہ جو اسلام کو پیش آیا۔ وہ مغربی ثقافت اور تہذیب کا مقابلہ ہے۔ جو انیسویں صدی عیسوی سے شروع ہو کر اب تک جاری ہے۔ یہ اسلامی تاریخ میں سب سے شدید تر مقابلہ ہے۔ مغربی تہذیب نام ہے ان افکار و تصورات کا جن کو پوری دنیا میں اہل مغرب پھیلا رہے ہیں۔ اور زندگی کے بود و ماند کے ان طریقوں کا جو ان کی عملی زندگی میں موجود ہیں۔ یہ تہذیب عقلی معیار کے اعتبار سے چاہے جس قدر بھی ناموزوں ہو۔ لیکن اس کی پشت پر ایک عظیم سیاسی قوت ہے۔ اور تعلیم کا ایک وسیع نظام ہے تصنیفات و تحریرات کے بیشمار ذخائر ہیں۔ تصاویر اور فلمی دنیا کا ایک ہمہ گیر جال ہے۔ معاشی اور اقتصادی برتری ہے۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو ظاہر بین طبقہ کی نگاہ کو خیرہ کرنیوالی ہیں اور اس تہذیب کے علمبرداروں نے خود مسلمانوں کے نژاد نو میں ایک بڑی با اثر اور با اقتدار جماعت تیار کی ہے۔ جو اسلامی تہذیب کو فنا کرنے میں خود اہل مغرب سے زیادہ سرگرم عمل ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اسلام کے نو آزاد ممالک میں مغربی افکار و تہذیب اور اسلامی تہذیب و افکار کے درمیان مسلسل جنگ جاری ہے۔ اور کسی اسلامی ملک کو استحکام نصیب نہیں ہوتا۔ ہر روز نئے نئے انقلاب پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور بظاہر اس جنگ کا خاتمہ نظر نہیں آتا۔ تاوقتیکہ فریقین جذبات چھوڑ کر متفقہ طور پر تدبر اور عمیق بصیرت سے کام لے کر اس کا صحیح حل تلاش نہ کریں دونوں جانب افراط و تفریط ہے، اور راہ اعتدال گم ہے۔ لیکن تعلیم قدیم کے ارباب تحقیق میں صاحب اعتدال کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ لیکن تعلیم جدید والوں میں بہت کم ہیں۔ بلکہ نایاب ہیں۔ یہ بے راہ روی ملت اسلام کے لئے

زہر قاتل ہیں۔ استعماری قوتوں کے لئے مفید ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس جنگ سے مسلمان کمزور ہو کر استعماری قوتوں کے زیر اثر آ جائیں گے اور مسلمانوں کے پاس مادی قوت تو مقابلۃً کم ہے۔ جو کچھ ہے وہ ان کی دینی و روحانی قوت ہے، اس جنگ سے وہ بھی کمزور ہو جائے گی اور مسلمان استعماری قوتوں کے لئے لقمہ تر بن جائیں گے۔

**قدیم و جدید کی کشمکش کا اصلی حل** اصلی حل کے لئے یہ ضروری ہے کہ دونوں طبقے اپنے ذہن میں کچھ تبدیلی پیدا کریں۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ تقلید مغرب کے جذبے سے ہٹ کر عقل و بصیرت سے کام لے کر تنقید مغرب کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرے اور اصلی اسلام کی تحریف کو چھوڑ کر تحقیق کی راہ اختیار کرے۔ اور اسلام کو دشمنان اسلام کی تحریروں سے حاصل کرنے کی بجائے اگر ممکن ہو تو خود اس انداز میں اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرے کہ خود اسلام کیا کہتا ہے اور کیا مطالبہ کرتا ہے۔ اس طرح نہ ہو کہ پہلے خود مغربی افکار کے اثر سے اپنے ذہن میں ایک رائے ٹھہرائی جائے اور پھر اسلام کو توڑ مروڑ کر اس کے مطابق کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور اگر وہ مغربی فکر کی ٹھہرائی ہوئی رائے کے مطابق بننے کے لئے تیار نہ ہو تو پھر یا تو تاویل کے پردے میں اصلی اسلام سے انکار کی راہ اختیار کی جائے یا اسلام کے ابدی دین ہونے کی حیثیت سے انکار کر کے اس کو وقتی قانون قرار دینے کی سعی کی جائے۔ اور اسلام کے چودہ سو سالہ کے عملی اور خارجی وجود کو جس کا تانا بانا ان ہستیوں کے علم و تقویٰ اور مجاہدانہ کارناموں سے بنا ہے کہ ان کا ایک ایک فرد اور اسکی عظمت چند مغرب پرستوں پر کیا بلکہ پورے اہل مغرب پر بھاری ہے۔ اور ایسی کروڑوں عظیم ہستیوں کا سمجھایا ہوا، اسلام جس کے نتیجہ میں اسلام نے مراکش سے انڈونیشیا اور دیوار چین تک کی ظلمتوں کو کافور کر کے اپنی روشنی پھیلائی غلط سمجھ لیا جائے۔ اور اس کے مقابل میں چودہ سو سال کے بعد چند مغرب زدہ مسٹروں نے دشمنان اسلام سے تعلیم پا کر صحیح اسلام معلوم کر لیا۔ جو قبل ازیں چودہ سو سال میں کہیں بھی موجود نہ تھا۔ میں حیران ہوں کہ اگر مغرب جو حالت نزاع میں ہے۔ اپنی تہذیب اور اس کے لوازمات کے ساتھ ہائیڈروجن کے طوفان فنا میں غرق ہو جائے اور ایک نیا تمدن اور نئی تہذیب پیدا ہو جائے، جو مغربی تہذیب سے یکسر مختلف ہو۔ تو یہ حضرات اپنے تحریفی عمل سے اپنی سابق تحریفات اور کار روائیوں پر خط تنسیخ کھینچیں گے یا اسلام کو دوسری تحریف کے لئے بازیچۂ اطفال بنا دیں گے۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

ہوئے کس درجہ فقیہان حرم[1] بے توفیق (اقبالؒ)

[1] حرم مغرب

قدیم تعلیم یافتہ طبقہ میں جو حقیقی علماء ہیں ان میں تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے، جدید تعلیم یافتہ طبقہ بدگمانی چھوڑ کر ان سے اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ نہ اس لئے کہ حقیقی اسلام کا فہم ان کا ٹھیکہ ہے، کیونکہ اسلام میں برہمنیت اور پاپائیت کا وجود نہیں کہ یہ دونوں نسلی نظریئے ہیں۔ اور اسلام ان کا قائل نہیں بلکہ اس لئے کہ ہر فن کے لئے معیاری قابلیت کا وجود ضروری ہے جو قدیم طبقے کے پاس ہے اور جدید کے پاس نہیں۔ لہذا دونوں طبقوں کے ممتاز حضرات بیٹھ کر اس امر کی تحقیق کریں کہ یورپ کے پاس جو کچھ ہے۔ ان میں سے اسباب ترقی کی کونسی چیزیں ہیں۔ اور جو چیزیں ترقی سے تعلق نہیں رکھتیں۔ اور اسلامی روح کے لئے مضر ہیں، وہ کونسی ہیں۔؟ اور جو ترقی سے غیر متعلق ہیں لیکن مباح ہیں وہ کونسی ہیں۔؟ اسطرح تین قسم کی اشیاء کی فہرستیں تیار ہونگی۔

۱۔ ترقی سے متعلق اشیاء۔

۲۔ ترقی سے غیر متعلق اشیاء ممنوعہ۔

۳۔ ترقی سے غیر متعلق اشیاء جو مباح ہیں۔

میں نے "ترقی اور اسلام" کے موضوع پر جو کتاب لکھی ہے، اس کے مطالعہ سے واضح ہوگا کہ یورپ کے پاس اسباب ترقی میں سے ایک چیز بھی ایسی نہیں جس کا اسلام نے اور قرآن نے چودہ سو سال پہلے حکم نہ دیا ہو۔ اس لئے مغرب زدہ طبقے کا یہ کہنا کہ اسلام ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ یہ کہنا کہ ہم مغربیت کو ترقی کے لئے اختیار کر رہے ہیں۔ ایسا غلط اور بے اصل دعوٰی ہے۔ جیسے "دو دونے پانچ" اس لئے ترقی کے لئے پرانے اسلام کی تحریف کی قطعاً ضرورت نہیں اور نہ یورپی اسلام بنانے کی حاجت ہے۔ بلکہ اسی اصلی اسلام کو فروغ دینے کی ضرورت ہے تاکہ مادی اسباب کے ساتھ روحانی جوشِ عمل اور اولوالعزمی ملت میں پیدا ہو۔ اور غیر مسلم ممالک سے درآمد کردہ نظریات سرمایہ داری، سود خواری، صنفی آوارگی، اخلاق کش طرزِ معاشرت، اشتراکیت، خدا بیزاری اور روحانی اقدار کی تباہی سے ملت کو محفوظ کیا جائے اور بے راہ روی اور انتشار انکی وحدتِ فکر و عمل کو پارہ پارہ نہ کر دے۔

دوسری قسم کی چیزیں جو یورپ کے وہ اجزاء تہذیب ہیں، جن کا تعلق ترقی سے نہیں بلکہ اسلام اور حقیقی ترقی کے لئے مضر ہیں۔ ان کو اسلامی ممالک اپنی تہذیب میں سے خارج کرنے کے لئے جہاد کریں۔

اور تیسری قسم جو ترقی سے اگرچہ متعلق نہیں لیکن اسلام میں مباح ہیں، ان کو اختیار کرنے

کی اجازت ہے۔ اس مشترکہ تحقیق کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم کو یورپ کی گناہگاری کو جو ترقی کے لیے مضر ہے، ترک کرنا پڑے گا۔ اور ان کی صنعتکاری کو جو ترقی میں موثر ہے اپنانا ہوگا اس کا حکم تو خود قرآن نے دیا ہے۔ "واعدوا لهم ما استطعتم من قوة" ایسی اشیاء کو جن سے مسلمان طاقتور بن سکتے ہیں۔ جیسے یورپ کے ٹیکنیکل علوم و فنون، ان کو حاصل کرنا مسلمانوں پر اپنی طاقت کی آخری حد تک فرض ہے۔ اگر اقبالؒ مرحوم کے صرف اس کلام کو مدنظر رکھا جائے تو بھی جدید و قدیم کی جنگ ختم ہو سکتی ہے۔

قوت مغرب نہ از چنگ و رباب — نے ز رقص دختران بے حجاب
نے ز سحر ساحران لالہ روست — نے ز عریاں ساق و نے از قطع موست
محکمی او را نہ از لادینی است — نہ فروغش از خط لاطینی است
قوت افرنگ از علم و فن است — از ہمیں آتش چراغش روشن است

افسوس ہے کہ ہم نے جدید ایجادات کا نہ تو کوئی قابل ذکر سائنس دان پیدا کیا۔ نہ یورپ کی طرح اسلحہ ساز کارخانے بنائے، نہ کوئی مشہور فلسفی اور نہ کوئی ماہر پیدا کیا۔ ہماری ساری قوت تحریف دین اور قدیم و جدید کی جنگ پر صرف ہو رہی ہے اور یورپ کے صنعت و ہنر کی جگہ یورپ کی گناہگارانہ تہذیب کو جزو زندگی بنانے کی کوشش پر ہماری قوت اور ترقی خرچ ہو رہے ہیں — بہرحال اگر بیرونی ممالک کی تعلیم اس شکل میں حاصل کی جائے کہ وہاں سے وہ علوم جن کو فی الواقع ترقی میں دخل ہے۔ ان میں مہارت پیدا کی جائے۔ لیکن ان کے الحادی اور تشکیکی فلسفہ حیات سے پرہیز کی جائے تو قوم روحانی اور مادی قوتوں سے بہرہ ور ہوگی۔ ہم اگر مادی علوم میں کتنی بھی کوشش کریں پھر بھی یورپ کی نسبت ان علوم میں ہماری حیثیت ثانوی ہوگی، لیکن اگر ہمارا دینی اور روحانی جذبہ محفوظ رہے۔ بلکہ اس میں اضافہ کرنے کی کوشش کریں تو مادی پہلو کی جو ناگزیر کمی ہے، اس کا تدارک ہمارے روحانی جذبہ کی قوت سے ہو جائے گا۔ اور ہم اپنے اسلاف کی طرح اپنی کمزور مادی قوت اور فائق روحانی اور اخلاقی قوت سے اپنے سے بڑی مادی قوت کو شکست دے سکیں گے۔ جیسے ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہم نے محض ایمانی قوت کے بل بوتے پر اپنے سے فائق تر مادی قوت رکھنے والے ملک بھارت کو شکست دی۔ لیکن اگر ہم ایک طرف مادی قوت میں بھی کمزور رہے اور دوسری طرف یورپ کے ملحدانہ افکار اور اشتراکیت کے ایمان سوز نظریات نے ہماری رہی سہی ایمانی قوت کو بھی کمزور کر دیا۔ تو اس قوت

پاکستان کی حفاظت کس چیز سے ہوگی۔ بالخصوص جب کہ پاکستانی علاقوں کو انتشار سے بچانے کے لئے واحد ذریعہ صرف اسلام ہے۔

**اسلامی وحدت** | نہ صرف پاکستان بلکہ تمام مسلمان مملکتوں کی حیات و ترقی اور حفاظت کا راز بھی اسلامی بلاک کے قیام میں مضمر ہے، اگر امریکہ کی موجودہ شکل میں وہاں کی تقریباً پچاس ریاستوں کا اتحاد ہو سکتا ہے اور سوویٹ یونین کی شکل میں تقریباً بائیس ریاستوں کی متحدہ قوت بن سکتی ہے۔ اور دولت مشترکہ کے تحت سات آٹھ حکومتیں باوجود تہذیبی، مذہبی، علاقائی اور نسلی اختلافات رکھنے کے ایک " دولت مشترکہ " کی تنظیم میں آسکتی ہیں، تو تمام ممالک اسلامیہ جن میں دینی، تہذیبی اور تاریخی اسباب وحدت موجود ہیں اور زمانۂ سابق میں ایک اسلامی حکومت (خلافت) کی وحدت سے منسلک بھی رہے ہیں۔ کیا ان کی یونین یا دولت مشترکہ کا بن جانا ناممکن ہے۔ جبکہ ان میں بہت بڑی حد تک جغرافیائی اتصال بھی ہے۔ اگر مسلمانوں نے زمانے کے انقلابات سے سبق سیکھ لیا اور یہ وحدت قائم ہوگئی جس میں اندرونی طور پر تمام ممالک آزاد ہوں اور بتدریج امور خارجہ، دفاع، نصاب تعلیم، قانون، تجارت اور اسلامی اصولوں پر مشترکہ بنک جیسے امور میں اپنے آپ کو ایک مرکزی قوت سے منسلک کر دیں تو یہ اسلامی یونین تمام عالمی قوتوں میں اول نمبر کی قوت بن جائے گی۔ اور عالمی امور میں اس کی رائے فیصلہ کن ہوگی اور ان ممالک کے تمام مصائب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بلکہ مغربی اور مشرقی بلاک کے تصادم اور تباہ کن جنگ کو روکنے اور امن عالم قائم کرنے میں یہ ایک مؤثر قوت ثابت ہوگی جسکی بڑی دلیل عالمی اعداد ہیں۔

قوت کی پہلی چیز عددی برتری ہے۔ روزنامہ کوہستان ۲۰ دسمبر ۱۹۶۵ء کی رپورٹ کے مطابق مسلمانوں کی عالمی تعداد ۹۵ کروڑ اور ایک ارب کے درمیان ہے۔ لیکن عیسائیوں کی صحیح اصلی تعداد پورے عالم میں ۷۵ کروڑ ہے۔ کیونزم مت جو حکمران چین کا مذہب ہے، اسکی تعداد ۳۶ کروڑ، شنٹو مت جو جاپانی حکمرانوں کا مذہب ہے، اسکی تعداد ۵ کروڑ، بدھ مت کے پیروؤں کی تعداد ۱۵ کروڑ۔ ہندو بشمول اچھوت کی اصلی تعداد ۲۸ کروڑ (دیکھئے "مذاہب عالم" احمد عبداللہ مسدوسی)

دوسری چیز رقبہ ہے۔ دنیا کا کل رقبہ تقریباً ۱۳ کروڑ مربع میل ہے جس میں ۴۳ فیصد پر اہل اسلام کا قبضہ ہے اور باقی میں سب مذاہب شریک ہیں۔

تیسری چیز پٹرول ہے۔ روس میں پٹرول کی پیداوار تین کروڑ ٹن، یورپ میں دس لاکھ ٹن اور خرچ ۱۴ کروڑ ۳۰ لاکھ ٹن، امریکہ کا تیل عالمی پیداوار کا ۱۵ فیصد۔ روس و چین کا دس فیصد، اور

مشرق وسطیٰ کا ۶۰ فیصد عالمی پیداوار کا ہے۔ (نوائے وقت ۱۷ر اپریل ۱۹۶۰ء)

اگر مشرق وسطیٰ کا تیل بند ہو جائے تو پورا عالمی نظام درہم برہم ہو جائے گا یہی راز ہے کہ غیر مسلم اقوام سر توڑ کوشش کرتی ہیں کہ عالم اسلام متحد نہ ہونے پائے۔ خود عرب کا حال دیکھئے کہیں دشمن قومیں ان میں قومیت کا جذبہ انتشار پیدا کرنے کے لئے ابھارتی ہیں اور کہیں اسلام دشمنی کے باوجود اسلامی ممالک میں علاقائی تہذیبوں کو زندہ کرنے کی کوشش کرتی ہیں تاکہ اسلام سے ان کے ربط کو پرانی تہذیبوں کے بت کے ذریعہ ختم کیا جائے۔

اب عالم اسلام کا فرض ہے کہ ان باتوں میں غور کریں ہم نے تنگ وقت میں صرف مختصر سا خاکہ پیش کیا جس پر اہل نظر غور کریں۔

چوں گہر در رشتۂ او سفتہ شو
ورنہ مانند غبار آشفتہ شو

(باقی آئندہ)

---

صفحہ ۵۵ سے آگے ... چین کی، اور ساری پریشانیاں سکون و عافیت کی سیڑھیاں بن جاتی ہیں۔ فطرت کے ان لامحدود مطالبوں کے استعمال کی صحیح قدرتی راہ یہی ہے، ان مطالبوں کو ہمارے اندر بھرنے والے نے اسی استعمال کے لئے بھرا تھا۔ پھر جو ہاتھ سے پاؤں کا، اور پاؤں سے ہاتھ کا کام لے کر دکھ اور اذیت محسوس کرتا ہے۔ اس کا الزام استعمال کے غلط طریقوں کو اختیار کرنے والوں پر ہے، نہ کہ اس پر جس نے ہاتھ اور پاؤں کی نعمتوں سے ہمیں سرفراز فرمایا ہے۔ مذہب اسی امالہ کا ذریعہ اور صحیح آسمانی مشورہ ہے۔ یوں تو یہ بالکل ایک واضح اور کھلی ہوئی بات ہے۔ لیکن بدیہات پر بھی کبھی تنبیہہ کی جاتی ہے۔ قرآن پڑھئے، ان تنبیہوں کے اشارے بھی اس میں آپ کو ملیں گے۔

موتیا روک

- موتیا روک — موتیا بند کا بلا اپریشن علاج ہے۔
- موتیا روک — دھند، جالا، پھولا، ککروں کیلئے بھی بے حد مفید ہے۔
- موتیا روک — بینائی کو تیز کرتا ہے۔ اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا۔
- موتیا روک — آنکھ کے ہر مرض کے لئے مفید ہے۔

بیت الحکمت
لوہاری منڈی لاہور